فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا انبیائے کرام علیہم السلام کو بھول لگتی تھی؟

جواب: سلف امت اور ائمہ مسلمین کا اتفاق ہے کہ عام انسانوں کی طرح انبیائے کرام علیہم السلام بھی بھول جاتے تھے۔ وحی اور شریعت کی تبلیغ میں نہیں بھولتے تھے، کیونکہ یہ رسالت کے مقاصد کے خلاف ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى﴾(النّجم : ٣۔٤)

''وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی) خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ وہی بات کرتے ہیں، جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔''

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''ہم کہتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو غیر ارادی طور پر سہو ہوسکتا ہے، نیز ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ انبیائے کرام رضائے الٰہی کی نیت سے کسی کام کا قصد کریں، مگر وہ کام اللہ تعالیٰ کی پسند کے خلاف ہو۔ البتہ ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ انہیں اس کام پر قائم نہیں رکھتا، بلکہ انہیں تنبیہ کر دیتا ہے، ان کے عمل پر پردہ نہیں ڈالتا اور اسے اپنے بندوں کے لیے ظاہر اور واضح کر دیتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ظہر یا عصر کی) دو

رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا اور (ایک مرتبہ) دوسری رکعت (میں تشہد بیٹھے بغیر) کھڑے ہو گئے۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ انبیا کو سخت تنبیہ بھی کر دیتا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُم المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں ہوا، جب زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ اسی طرح عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بھی سخت تنبیہ کی۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ دنیا میں سخت ناراضی کا اظہار بھی فرماتا ہے، جیسے سیدنا آدم اور سیدنا یونس علیہما السلام کی غلطی پر کیا۔ اس مسئلہ میں انبیائے کرام علیہم السلام کا معاملہ ہم سے الگ ہے، ہمیں سہو ہو جائے یا ہم رضائے الٰہی کے ارادہ سے کسی کام کا قصد کریں اور اللہ تعالیٰ کی مراد کو نہ پا سکے، تو اس پر ہمارا مؤاخذہ نہیں، بلکہ ہمیں ایک اجر ملتا ہے۔"

(الفِصل في المِلَل والأهواء والنِّحل : 2/4)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ سَهْوُهُ فِي الصَّلَاةِ مِنْ تَمَامِ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلٰى أُمَّتِهٖ وَإِكْمَالِ دِينِهِمْ، لِيَقْتَدُوا بِهٖ فِيمَا يَشْرَعُهُ لَهُمْ عِنْدَ السَّهْوِ .

"نبی کریم ﷺ کو نماز میں سہو ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی کامل نعمت اور دین کی تکمیل ہے، تاکہ سہو ہو جانے کی صورت میں امت کے لیے جو مشروع ہے، اس میں وہ نبی کریم ﷺ کی اقتدا کر سکے۔"

(زاد المَعاد في هَدي خير العِباد :277/1)

آدم علیہ السلام کا بھول جانا:

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا﴾(طٰهٰ: ١١٥)

''وہ (آدم علیہ السلام) بھول گئے، ہم نے اُن میں ارادے کی پختگی نہ پائی۔''

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَسِيَ آدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ.

''آدم علیہ السلام بھول گئے، سو ان کی ذُریت بھی بھول کا شکار ہوگئی۔''

(سنن الترمذي: 3076، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن مندہ رحمہ اللہ (الرد علی الجہمیہ، ص ۲۳) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴۱۲۳) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا بھول جانا:

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا﴾(الكهف: ٦١)

''جب وہ دونوں (موسیٰ علیہ السلام اور یوشع بن نون) دو (دریاؤں) کے سنگھم پر پہنچے، تو اپنی مچھلی کو بھول گئے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھول جانا:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(الأنعام: ٦٨)

''(اے نبی!) اگر آپ کو شیطان بھلا دے، تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے

ساتھ نہ بیٹھیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَّفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكَ﴾(المائدة : ٤٩)

''ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم سے تھڑکا نہ دیں۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ النِّسْيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّهٗ قَالَ : ﴿أَنْ يَفْتِنُوكَ﴾ وَإِنَّمَا يَكُونُ ذٰلِكَ عَنْ نِسْيَانٍ لَا عَنْ تَعَمُّدٍ .

''یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نسیان ہوسکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ﴿أَنْ يَّفْتِنُوكَ﴾ فرمایا ہے، یہ بھولنے کی وجہ سے ہے، نہ کہ جان بوجھ کر۔''

(تفسير القرطبي : 213/6)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي .

''میں تمہارے جیسا بشر ہوں، تمہاری طرح بھول بھی جاتا ہوں، لہٰذا جب بھول جاؤں، تو مجھے یاد کرادیا کریں۔''

(صحيح البخاري :401، صحيح مسلم : 572)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قِيَامًا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاہُ، ذَکَرَ أَنَّہٗ جُنُبٌ، فَقَالَ لَنَا : مَکَانَکُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَیْنَا وَرَأْسُہٗ یَقْطُرُ، فَکَبَّرَ فَصَلَّیْنَا مَعَہٗ .

''نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور صفیں درست کر دی گئیں، تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، جب جائے نماز پر کھڑے ہوئے، تو یاد آیا کہ آپ تو حالت جنابت میں ہیں، ہم سے فرمایا: اپنی جگہ پر رہیں، پھر آپ ﷺ واپس گئے اور غسل کیا، پھر ہمارے پاس تشریف لائے، تو آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔''

(صحیح البخاري : 275، صحیح مسلم : 605)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنِّي کُنْتُ جُنُبًا فَنَسِیتُ أَنْ أَغْتَسِلَ .

''میں تو حالت جنابت میں تھا، میں غسل کرنا بھول گیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 448/2، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ : رَحِمَہُ اللّٰہُ لَقَدْ أَذْکَرَنِي کَذَا وَکَذَا آیَۃً، أَسْقَطْتُہُنَّ مِنْ سُورَۃِ کَذَا وَکَذَا .

''نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں تلاوت کرتے سنا، آپ ﷺ نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں فلاں آیات یاد دلا دیں، جنہیں میں فلاں فلاں سورت سے بھول گیا تھا۔‘‘

(صحيح البخاري : 2655، صحيح مسلم : 788)

وقتی طور پر نبی کریم ﷺ کو کچھ آیات بھول گئیں، جب ایک صحابی کو تلاوت کرتے سنا، تو یاد آ گئیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم ﷺ وہ آیات صحابہ کو بتانا بھول گئے، ورنہ جس صحابی کی تلاوت سے نبی کریم ﷺ کو وہ آیات یاد آئیں تھیں، اس نے بھی تو نبی کریم ﷺ سے سن کر یاد کی تھیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ : أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ، أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ .

’’نبی کریم ﷺ سے سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 714، صحيح مسلم : 573)

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا فَلَا أَدْرِي أَنَسِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ قَرَأَ ذٰلِكَ عَمْدًا .

’’نبی کریم ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں میں سورت زلزال کی تلاوت کی، مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا بھول کر کیا یا جان بوجھ کر۔‘‘

(سنن أبي داود : 816، وسندهٗ حسنٌ)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

’’حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں فرمان نبوی: ’’میں بشر ہی ہوں، آپ کی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں۔‘‘ اور حدیث ذوالیدین: ’’یا آپ بھول گئے ہیں۔‘‘ میں دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان افعال اور احکام شرعیہ میں بھول ہو سکتی ہے، جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (امت تک) پہنچا دیے ہیں۔ اکثر اہل علم، ائمہ اور محققین کا یہی مذہب ہے۔ قرآن کے ظاہر اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، لیکن ائمہ کرام رحمہم اللہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو بھول پر متنبہ کر دیتا ہے، اُسے بھول پر قائم نہیں رکھتا۔‘‘

(إكمال المُعلِم بفوائد مسلم: 2/513)

بعض لوگ اپنے ائمہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ معصوم ہیں، ان سے خطا اور نسیان کا صدور نہیں ہوسکتا۔ جب انبیائے کرام علیہم السلام سے بھول سرزد ہوسکتی ہے، تو عام اُمتیوں سے بالاولیٰ ہوسکتی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا خاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں غلطی اور بھول پر متنبہ کر دیتے ہیں۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّ رَجُلًا، مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ فِي الْمَغْرِبِ فَقَرَأَ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ فَخَلَطَ فِيهَا، فَنَزَلَتْ: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾.

’’ایک انصاری شخص نے علی بن ابی طالب اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی دعوت کی اور دونوں کو شراب پلائی، اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ پھر

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مغرب کی امامت کروائی اور سورت کافرون کی قرأت کی، تو الفاظ خلط ملط ہو گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ ''نشے میں نماز مت پڑھو، تا آنکہ تم جان لو کہ کیا کہہ رہے ہو۔''

(سنن أبي داود: 3671، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

''یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 3026)

امام حاکم رحمہ اللہ (۲/۳۰۷) نے صحیح الاسناد اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کسی بیٹے کا نام عمر ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں، ثابت ہے۔

(سنن أبي داود: 1234، السّنن الكبرىٰ للنّسائي: 1584)

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ وصی رسول ہیں؟

جواب: عقیدۃ الوصی بدعی عقیدہ ہے۔ وصی لقب یہودیوں سے مستعار ہے۔ یہ عبد اللہ بن سبا یہودی کی ایجاد ہے۔ وصی وغیرہ القابات کا اطلاق روافض کرتے ہیں۔ اصحاب ثلاثہ کے لیے یہ لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ ان کے لیے ''خلیفہ'' اور ''امیر المومنین'' کے القاب استعمال کیے گئے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا اخْتَصَّنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ، وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ، وَأَنْ لَا نُنْزِيَ الْحِمَارَ عَلَى الْفَرَسِ.

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صرف تین چیزوں میں خصوصیت دی ہے، ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اچھی طرح وضو کریں، صدقہ نہ کھائیں اور گدھے کی گھوڑی سے جفتی نہ کرائیں۔''

(سنن أبي داود : 808، سنن النّسائي :141، سنن التّرمذي :1701، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۷۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

عالم اہل بیت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اہل بیت کے اختصاص ذکر کر رہے ہیں۔ اس میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ''وصی رسول'' ہونا مذکور نہیں۔ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی ہوتے، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسے ضرور ذکر کرتے۔

۞ مؤرخ دیارمصر، علامہ مقریزی رحمہ اللہ (۸۴۵ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عبداللہ بن وہب بن سبا المعروف ابن سودا سبائی نمودار ہوا، اس نے یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی تھی، لہٰذا نص کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور آپ ﷺ کے بعد امت کے خلیفہ ہیں۔ اسی طرح اس نے ہی یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ وفات کے بعد دنیا میں واپس آئیں گے اور رسول اللہ ﷺ بھی واپس آئیں گے۔ عبداللہ بن سبا ہی نے کہا

کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے، بلکہ وہ زندہ ہیں، نیز ان میں اللہ تعالیٰ کا ایک جزء ہے، وہی ہیں، جو بادلوں میں آئیں گے، بجلی کی کھڑک ان کی آواز ہے، بجلی کی روشنی ان کا کوڑا ہے اور وہ ضرور بالضرور زمین پر نازل ہوں گے اور اسے عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جیسے یہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔ اسی ابن سبا سے غالی روافض کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔''

(الخِطَط: 356/2)

❁ ہزیل بن شرحبیل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَأَبُو بَكْرٍ كَانَ يَتَأَمَّرُ عَلٰى وَصِيِّ رَسُولِ اللّٰهِ؟ وَدَّ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهٗ وَجَدَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَخُزِمَ أَنْفُهٗ بِخِزَامَةٍ .

''کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی پر حکم چلاتے تھے؟ (ہرگز نہیں، بلکہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چاہتے تھے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عہد ملے اور اُن کی ناک میں نکیل ڈال دی جائے (یعنی انہیں مطیع وفرمانبردار بنالیا جائے)۔''

(طبقات ابن سعد: 529/1، دلائل النُّبُوّة للبيهقي: 223/7)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ وَصِيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ : يَا عَلِيُّ إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثَ عَلَامَاتٍ : الصَّلَاةُ، والصِّيَامُ، وَالزَّكَاةُ، فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا مَّوْضُوعًا، تَفَرَّدَ بِهٖ حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو، وَكَانَ يَكْذِبُ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ، عَنْ آبَائِهٖ، وَعِنْدَ الرَّافِضَةِ أَبَاطِيلُ فِي أَنَّ عَلِيًّا عُهِدَ إِلَيْهِ .

”جس حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ اے علی! مومن کی تین علامات ہیں؛ نماز، روزہ اور زکوۃ۔ یہ طویل حدیث من گھڑت ہے۔ اسے حماد بن عمرو ”کذاب“ نے سری بن خالد عن جعفر صادق عن ۔۔کی سند سے منفرد بیان کیا ہے۔ روافض کے ہاں وہ روایات باطل ہیں، جن میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی گئی۔“

(تاریخ الإسلام :836/1، سِیَر أعلام النّبلاء : 487/2)

سوال: نبی کریم ﷺ کو غسل کے متعلق ایک روایت کی تحقیق درکار ہے؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَّا يُغَسِّلَهُ أَحَدٌ غَيْرِي فَإِنَّهُ لا يَرٰى أَحَدٌ عَوْرَتِي إِلَّا طُمِسَتْ عَيْنَاهُ، قَالَ عَلِيٌّ : فَكَانَ الْفَضْلُ وَأُسَامَةُ يُنَاوِلَانِي الْمَاءَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ وَهُمَا مَعْصُوبَا الْعَيْنِ، قَالَ عَلِيٌّ : فَمَا تَنَاوَلْتُ عُضْوًا إِلَّا كَأَنَّمَا يُقَلِّبُهُ مَعِي ثَلاثُونَ رَجُلًا حَتّٰى فَرَغْتُ مِنْ غُسْلِهِ.

”نبی کریم ﷺ نے وصیت کی تھی کہ میرے علاوہ کوئی انہیں غسل نہ دے، کیونکہ جو بھی میرا جسم دیکھے گا، وہ اندھا ہو جائے گا۔ چنانچہ فضل اور اُسامہ مجھے پردے کے پیچھے سے پانی پکڑاتے تھے، دونوں نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ میں نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک کا کوئی بھی عضو پکڑتا، تو میرے ساتھ تیس بندے اس عضو کا پہلو بدلتے تھے، یہاں تک کہ میں غسل سے فارغ ہو گیا۔“

(طبقات ابن سعد : 278/2، مسند البزّار : 135/3، دلائل النّبوۃ للبیہقي : 244/7)

روایت سخت ضعیف اور منکر ہے۔

① کیسان ابوعمر قصار ''ضعیف'' ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر : 5677)

② یزید بن بلال فزاری ''ضعیف'' ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر : 7696)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(ديوان الضّعفاء : 4712)

سوال: اُصول دین کتنے ہیں؟

جواب: اُصول دین چار ہیں۔

سوال: کیا خرگوش حلال ہے؟

جواب: خرگوش بالاجماع حلال ہے۔

❀ علامہ قدوری حنفی فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِيهِ لِأَحَدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ .

''خرگوش کی حلت میں کسی عالم کا اختلاف نہیں۔''

(البِناية شرح الهداية للعيني :599/11)

❀ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

أَلْأَرْنَبُ حَلَالٌ عِنْدَ الْكُلِّ وَنُسِبَ إِلَى الرَّوَافِضِ تَحْرِيمُهٗ .

''خرگوش سب کے ہاں حلال ہے، اس کی حرمت روافض سے منسوب ہے۔''

(العَرف الشّذي : 270/3)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَرْنَا فَاسْتَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَوْا عَلَيْهِ فَلَغَبُوا، قَالَ : فَسَعَيْتُ حَتّٰى أَدْرَكْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، فَبَعَثَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهٗ .

''ہم مرِ ظہران کے پاس سے گزر رہے تھے، وہاں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا، لوگ اس کے پیچھے بھاگے، مگر تھک گئے۔ پھر میں (انس) اس کے پیچھے بھاگا بالآخر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا، انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دونوں رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں، میں انہیں لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ نے انہیں قبول فرما۔''

(صحيح البخاري : 5535، صحيح مسلم : 1953)

❁ اس حدیث کے بارے میں حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ . ''اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔''

(شرح السّنة : 242/11)

❁ اس حدیث کے تحت علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ أَكْلِ الْأَرْنَبِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 279/2)

❁ مخضرم تابعی، ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَصَادَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَرْنَبًا فَذَبَحَهَا بِظُفْرِهٖ

فَشَوَاهَا فَأَكَلُوهَا وَلَمْ آكُلْ مَعَهُمْ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : لَعَلَّكَ أَكَلْتَ مَعَهُمْ؟ فَقُلْتُ : لَا، قَالَ : أَصَبْتَ إِنَّمَا قَتَلَهَا خَنْقًا .

''ہم حج کی نیت سے سفر پر نکلے،تو (رستے میں) ایک شخص نے خرگوش کا شکار کیا اور اسے اپنے ناخن سے ذبح کیا، پھر اسے بھونا، لوگوں نے کھایا، مگر میں نے نہیں کھایا۔ جب (حج کے بعد) ہم مدینہ واپس آئے، تو میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: شاید آپ نے بھی ان کے ساتھ کھایا؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: آپ نے اچھا کیا۔ اسے (گویا) گلا گھونٹ پر مارا گیا ہے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 184/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے خرگوش کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا:

لَا بَأْسَ بِهَا . ''خرگوش کو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 245/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو وسیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن حسن بن علی رحمہ اللہ سے خرگوش کے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

أَعَافُهَا، وَلَا أُحَرِّمُهَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ .

''مجھے پسند نہیں، لیکن میں اسے مسلمانوں پر حرام نہیں کرتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 247/8، وسندهٗ حسنٌ)

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ صحیح) اور عکرمہ مولیٰ ابن

عباس (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ حسن) خرگوش کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

۞ بعض ضعیف روایات میں ہے کہ خرگوش کو حیض آتا ہے۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ صَحَّ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ .

''یہ (حیض آنے والی حدیث) ثابت بھی ہو جائے، تب بھی اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی۔''

(فتح الباري : 662/9، حياة الحيوان للدميري، ص 38)

۞ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

اصْطَادَ صَدِيقٌ لَنَا أَرْنَبًا، فَرَآهُ وَلَهُ أُنْثَيَانِ وَذَكَرٌ وَفَرْجُ أُنْثَى، فَلَمَّا شَقُّوا بَطْنَهَا رَأَوْا فِيهَا حَرِيفَيْنِ، سَمِعْتُ هَذَا مِنْهُ وَمِنْ جَمَاعَةٍ كَانُوا مَعَهُ، وَقَالُوا :مَا زِلْنَا نَسْمَعُ أَنَّ الْأَرْنَبَ يَكُونُ سَنَةً ذَكَرًا وَسَنَةً أُنْثَى، وَلَا نُصَدِّقُ ذَلِكَ، فَلَمَّا رَأَيْنَا هَذَا،

''ہمارے ایک دوست نے خرگوش کا شکار کیا، اسے دیکھا تو اس کے دو خصیے، ایک آلہ تناسل اور مادہ والی شرمگاہ تھی۔ یہ بات میں نے اپنے دوست اور کئی دوسرے لوگوں سے سنی ہے، جو اسی کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا: ہم سنتے آ رہے ہیں کہ خرگوش ایک سال نر ہوتا ہے اور ایک سال مادہ، ہم یہ بات ماننے کو تیار نہ تھے، لیکن جب ہم نے خود یہ سب دیکھا، تو ہم جان گئے کہ یہ جب حاملہ ہوتا ہے، تو مادہ ہوتا ہے اور سال گزرنے کے بعد یہ نر بن جاتا ہے۔ یا تو ہوتا ہی ایسا ہے، یا پھر خرگوشوں میں بھی مخنث ہوتے ہیں، جیسے انسانوں میں ہوتے

ہیں۔بعض انسانوں میں مرد اور عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوتی ہیں۔خرگوش کو بھی حیض آتا ہے، جیسے عورتوں کو آتا ہے۔ میں جزیرہ میں رہتا تھا، وہاں میرا ایک پڑوسی تھا، اس کی ایک صفیہ نامی بیٹی تھی، جو تقریباً پندرہ سال تک لڑکی رہی، پھر اچانک اس میں مرد کی طرح آلہ تناسل نمودار ہوا اور اس کی داڑھی نکل آئے،تو اس کی عورت والی شرمگاہ بھی تھی اور مرد کی طرح آلہ تناسل بھی۔''

(الكامل في التّاريخ : 421/10)

(سوال): بعض لوگ قبول روایت کے لیے راوی میں فقہ کی شرط لگاتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

(جواب): قبول روایت یا ترجیح کے لیے راوی کے فقیہ ہونے کی شرط باطل ہے۔ محدثین عظام کے اُصولوں میں ایسا کچھ نہیں ہے۔

❁ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ .

''بہت سے دین کی بات کو پہنچانے والے ایسے ہیں، جو خود فقیہ نہیں۔''

(سنن أبي داود : 3660، سنن التّرمذي : 2656)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٨٠) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (٥٩٧ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اشْتِرَاطَ الْفِقْهِ فِي الرَّاوِي تَحَكُّمٌ لَا وَجْهَ لَهٗ، وَإِنَّمَا الْمَأْخُوذُ عَلَيْهِ الْعَدَالَةُ وَالضَّبْطُ .

”راوی میں فقہ کی شرط لگانا زبردستی اور بے وجہ ہے۔ راوی کے لیے صرف عدالت اور ضبط کی شرط ہے۔“

(كشف المشكِل من حديث الصّحيحَين : 424/3)